

ترجمہ قرآن مجید

مع صرفی و نحوی تشریح

افادات: حافظ احمد یار مرحوم

ترتیب و تدوین: لطف الرحمن خان

سورة المائدة

آیات ۲ تا ۲۱

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَوْفُوا بِالْعُقُودِ أُحِلَّتْ لَكُمْ بَيْعَةُ الْأَنْعَامِ إِلَّا مَا يُتْلَى عَلَيْكُمْ غَيْرَ
 مُحِلِّي الصَّيْدِ وَأَنْتُمْ حُرْمٌ إِنَّ اللَّهَ يَحْكُمُ مَا يُرِيدُ ۝ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَحْلُوا شَعَائِرَ
 اللَّهِ وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ وَلَا الْهَدْيَ وَلَا الْقَلَائِدَ وَلَا آمِينَ الْبَيْتِ الْحَرَامِ يَبْتَغُونَ فَضْلًا
 مِنْ رَبِّهِمْ وَرِضْوَانًا وَإِذَا حَلَلْتُمْ فَاصْطَادُوا وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ شَنَا نُ قَوْمٍ أَنْ صَدُّوكُمْ
 عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ أَنْ تَعْتَدُوا ۚ وَتَعَاوَنُوا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوَى ۚ وَلَا تَعَاوَنُوا عَلَى الْإِثْمِ
 وَالْعُدْوَانِ ۚ وَاتَّقُوا اللَّهَ ۚ إِنَّ اللَّهَ شَدِيدُ الْعِقَابِ ۝

ب ہ م

(x) : ثلاثی مجرد سے فعل استعمال نہیں ہوتا۔

بَیْعَةُ : جس کے منہ سے نکلی ہوئی آواز مبہم ہو بے زبان آیت زیر مطالعہ۔

ص ی د

صَادَ يَصِيدُ (ض) صَيْدًا : شکار کرنا۔

صَيْدٌ (اسم ذات) : شکار آیت زیر مطالعہ۔

اصْطَادَ (افتعال) اصْطِيَادًا : شکار کھیلنا آیت زیر مطالعہ۔

ق ل د

قَلَدَ يَقْلُدُ (ض) قَلْدًا : (۱) رسی بٹنا (۲) گلے میں تلوار یا کوئی چیز لٹکانا۔

قَلَادَةٌ ج قَلَائِدُ : گلے میں پڑی ہوئی کوئی چیز جیسے پٹہ ہار، نیکلکس وغیرہ۔ آیت زیر مطالعہ۔
مِقْلَادٌ ج مَقَالِيدُ : پٹہ کھولنے کا آلہ کنجی۔ ﴿لَهُ مَقَالِيدُ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ ط﴾ (الزمر: ۶۳) ”اُسی کے لیے ہیں زمین اور آسمانوں کی کنجیاں۔“

ج ر م

جَرَمٌ يَجْرِمُ (ض) جَرَمًا : کسی کو کسی برائی پر آمادہ کرنا، پھر مطلقاً آمادہ کرنے کے لیے بھی آتا ہے۔
آیت زیر مطالعہ۔

جَرِمٌ يَجْرِمُ (س) جَرَمًا : صاف ہونا، یقینی ہونا۔
جَرَمٌ : صاف، یقینی۔ ﴿لَا جَرَمَ أَنَّ لَهُمُ النَّارَ﴾ (النحل: ۶۲) ”نہیں! یقینی ہے کہ ان لوگوں کے لیے آگ ہے۔“ اس میں ”لَا“ منفصلہ ہے۔ جیسے ”لَا أَقْسِمُ“ کا یہ مطلب نہیں ہے کہ میں قسم نہیں کھاتا، بلکہ ”لَا“ الگ یعنی منفصل ہے اور ”أَقْسِمُ“ الگ ہے۔ اس لیے اس کا مطلب ہے: ”نہیں! میں قسم کھاتا ہوں۔“ ایسے ہی ”لَا جَرَمَ“ کا ”لَا“ بھی الگ یعنی منفصل ہے۔ عام قاری کو اس باریکی میں الجھانے کے بجائے عام طور پر اس کا ترجمہ کیا جاتا ہے ”کوئی شک نہیں ہے۔“

أَجْرَمَ (افعال) إِجْرَامًا: برائی کرنا، جرم کرنا۔ ﴿فَعَلَيْ إِجْرَامِي وَأَنَا بَرِيءٌ مِّمَّا تُجْرِمُونَ ۝۳۵﴾ (ہود)
”تو مجھ پر ہے میرا جرم کرنا اور میں بری ہوں اس سے جو تم لوگ جرم کرتے ہو۔“
مُجْرِمٌ (اسم الفاعل) : جرم کرنے والا مجرم۔ ﴿وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُونَ ۝۸﴾ (الانفال) ”اور خواہ کراہیت کریں مجرم لوگ۔“

ش ن ء

شَنَأَ يَشْنُوْ وَ شِنَاءٌ يَشْنُوْ (ف-س) شَنَانٌ : بغض رکھنا، نفرت کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔
شَانِيٌّ (اسم الفاعل) : بغض رکھنے والا۔ ﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ ۝۳﴾ (الکوثر) ”بے شک آپ سے بغض رکھنے والا ہی انتہائی بے نام و نشان ہے۔“

ترکیب

”أَحَلَّتْ“ کا نائب فاعل ”بَهِيْمَةُ الْأَنْعَامِ“ ہے جو کہ مرکب اضافی ہے لیکن اردو محاورے کی ضرورت کے تحت اس کا ترجمہ مرکب توصیفی کا ہوگا، یعنی بے زبان مویشی۔ ”غَيْرٌ“ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہے اس کا مضاف الیہ ”مُحَلِّينَ“ تھا جو ”الصَّيْدِ“ کا مضاف بنا تو اس کا نون اعرابی گر گیا۔ ”الْقَلَائِدُ“ سے پہلے ”ذَوَاتِ“ محذوف ہے یعنی پٹوں والے۔ ”أَمِينٌ“ اسم الفاعل ہے اور ”لَا تُحِلُّوْا“ کا مفعول ہونے کی وجہ سے حالت نصب میں ہے۔ پھر اس نے فعل کا عمل کیا ہے تو ”أَلْبَيْتِ الْحَرَامِ“ اس کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہوا ہے۔

ترجمہ:

اٰمَنُوْا : ايمان لائے
بِالْعُقُوْدِ : عہدوں کو
لَكُمْ : تمہارے لیے
اِلَّا مَا : سوائے اس کے جو
غَيْرَ مُحِلِّي الصَّيْدِ : شکار کو حلال کرنے
والے نہ ہوتے ہوئے

اَنْتُمْ : تم لوگ
اِنَّ اللّٰهَ : بے شک اللہ
مَا : وہ جو

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ : اے لوگو جو
لَا تُحِلُّوْا : تم حلال مت کرو (بے ادبی کے لیے)
وَلَا الشَّهْرَ الْحَرَامَ : اور نہ ہی محترم مہینے کو
وَلَا الْقُلَّائِدَ : اور نہ ہی پٹے (والوں) کو
الْبَيْتِ الْحَرَامِ : اس محترم گھر کا
فَضْلًا : فضل کو
وَرِضْوَانًا : اور (اس کی) رضا کو
حَلَلْتُمْ : تم لوگ حلال ہو جاؤ (یعنی احرام
کھول دو)

وَلَا يَجْرِمَنَّكُمْ : اور تم کو ہرگز آمادہ نہ کرے
اَنْ : (کیوں) کہ
عَنِ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ : مسجد حرام سے
تَعْتَدُوْا : تم زیادتی کرو
عَلَى الْبَيْتِ : نیکی میں
وَلَا تَعَاوَنُوْا : اور تعاون مت کرو
وَالْعُدُوْا : اور زیادتی میں
اللّٰهَ : اللہ کا
شَدِيْدُ الْعِقَابِ : سزا دینے کا سخت ہے

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ : اے لوگو جو
اَوْفُوْا : تم پورا کرو
اِحْلَلْتُ : حلال کیا گیا
بِهِيْمَةِ الْاَنْعَامِ : بے زبان مویشیوں کو
يُتْلٰى عَلَيْكُمْ : پڑھ کر سنایا جائے گا تم کو

وَ : اس حال میں کہ
حُرْمٌ : محترم ہو (یعنی احرام میں ہو)
يَحْكُمُ : حکم دیتا ہے
يُرِيْدُ : وہ ارادہ کرتا ہے

اٰمَنُوْا : ايمان لائے
شَعَائِرَ اللّٰهِ : اللہ کی علامتوں کو
وَلَا الْهَدْيَ : اور نہ ہی قربانی کے جانور کو
وَلَا اَمِيْنٍ : اور نہ ہی ارادہ کرنے والوں کو
يَبْتَغُوْنَ : جو تلاش کرتے ہیں
مِّنْ رَّبِّهِمْ : اپنے رب (کی طرف) سے
وَ اِذَا : اور جب

فَاَصْطَادُوْا : تو شکار کرو
شَنَاۤنُ قَوْمٍ : کسی قوم کی عداوت
صَدُّوْكُمْ : انہوں نے روکا تم کو
اَنْ : کہ
وَتَعَاوَنُوْا : اور تم لوگ آپس میں تعاون کرو
وَالْتَّقَوْا : اور تقویٰ میں
عَلَى الْاِثْمِ : گناہ میں
وَاتَّقُوا : اور تقویٰ کرو
اِنَّ اللّٰهَ : یقیناً اللہ

نوٹ: چوپاؤں میں سے اُنعام یعنی مویشی ایسے جانوروں کو کہتے ہیں جن کے پیر کے شُم چرے ہوئے ہوں اور وہ جگالی کرتے ہوں۔ اس لحاظ سے بھیڑ، بکری، اونٹ، ہرن، نیل گائے وغیرہ سب اُنعام ہیں۔ لیکن گھوڑے، گدھے، شیر، بچھ وغیرہ اُنعام نہیں ہیں۔ شاید یہی وجہ ہے کہ آل عمران: ۱۴ میں گھوڑوں کو اُنعام میں شامل نہیں کیا گیا اور ان کا ذکر الگ کیا گیا ہے۔ گھوڑوں کے حلال ہونے کا علم اور اسی طرح سے پرندوں میں سے کسی کے حلال ہونے اور کسی کے حرام ہونے کا علم ہمیں احادیث سے حاصل ہوتا ہے۔

آیت ۳

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالْدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أَهَلَ لِغَيْرِ اللَّهِ بِهِ وَالْمُنْخَنِقَةُ وَالْمَوْقُوذَةُ وَالْمُتَرَدِّيَةُ وَالنَّطِيحَةُ وَمَا أَكَلَ السَّبْعُ إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ وَمَا ذُبِحَ عَلَى النُّصُبِ وَأَنْ تَسْتَقْسِمُوا بِالْأَزْلَامِ ۚ ذَلِكُمْ فِسْقٌ ۚ الْيَوْمَ يَيسُ الَّذِينَ كَفَرُوا مِنْ دِينِكُمْ فَلَا تَخْشَوْهُمْ وَاخْشَوْنِ ۚ الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتِمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ فِي مَخْمَصَةٍ غَيْرِ مُتَجَانِفٍ لِإِثْمٍ فَإِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ ۝

ل ح م

لَحْمَ يَلْحَمُ (ف) لَحْمًا: گوشت کھلانا۔

لَحْمٌ ج لُحُومٌ (اسم ذات): گوشت۔ ﴿لَنْ يَنَالَ اللَّهُ لُحُومُهَا وَلَا دِمَاؤُهَا﴾ (الحج: ۳۷) ”ہرگز نہیں پہنچتے اللہ کو ان کے گوشت اور نہ ہی ان کے خون۔“

خ ن ق

خَنَقَ يَخْنُقُ (ن) خَنْقًا: گلا گھونٹنا۔

اِنْخَنَقَ (انفعال) اِنْخِنَاقًا: گلا گھٹنا۔

مُنْخَنِقٌ (اسم الفاعل): گلا گھٹنے والا، گلا گھٹ کر مرنے والا۔ آیت زیر مطالعہ

و ق ذ

وَقَذَّ يَقْذُ (ض) وَقْذًا: مہلک چوٹ لگانا۔

مَوْقُوذٌ (اسم المفعول): مہلک چوٹ لگایا ہوا، چوٹ سے مارا ہوا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ر د ی

رَدِیَ يَرْدِي (س) رَدًى: تباہ و برباد ہونا، ہلاک ہونا، گڑھے میں گرنا۔ ﴿فَلَا يَصُدُّكَ عَنْهَا مَنْ لَا يُؤْمِنُ بِهَا وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَتَرْدَى﴾ (طہ) ”پس ہرگز نہ رو کے تجھ کو اس سے یعنی قیامت پر ایمان لانے سے وہ جو ایمان نہیں لاتا اس پر اور پیروی کرتا ہے اپنی خواہش کی، ورنہ تو ہلاک ہوگا۔“

اَرْدَى (انفعال) اِرْدَاءً: تباہ و برباد کرنا، ہلاک کرنا۔ ﴿وَذَلِكُمْ ظَنُّكُمُ الَّذِي ظَنَنْتُمْ بِرَبِّكُمْ اَرْدُكُمْ﴾

(حَمَّ السَّجْدَةِ: ۲۳) ”اور یہ تمہارا وہ گمان ہے جو تم نے گمان کیا اپنے رب کے بارے میں تو اس نے تم کو ہلاک کیا۔“
 تَرَدَّى (تَفْعَلُ) تَرَدَّى: ہلاک ہونا، گرے میں گرنا۔ ﴿وَمَا يُغْنِي عَنْهُ مَالُهُ إِذَا تَرَدَّى﴾ (الیل)
 ”اور کام نہ آئے گا اس کے اس کا مال جب وہ ہلاکت میں گرے گا۔“
 مُتَرَدِّی (اسم الفاعل): گرے میں گرنے والا، آیت زیر مطالعہ۔

ن ط ح

نَطَحَ يَنْطَحُ (ف) نَطَحًا: سینگ مارنا۔
 نَطِيحٌ (فَعِيلٌ کا وزن، اسم المفعول کے معنی میں): سینگ مارا ہوا، آیت زیر مطالعہ۔

ذ ك و

ذَكَأ يَذْكُو (ن) ذَكَاً: جانور کو ذبح کرنا۔
 ذَكَّى (تَفْعِيلُ) تَذَكِيَّةٌ: خوب اچھی طرح ذبح کرنا۔ آیت زیر مطالعہ۔

ز ل م

زَلَمَ يَزْلُمُ (ن) زَلَمًا: خطا کرنا۔
 زَلَمَ جِ اَزْلَامٌ: بغیر پر کا تیر۔ ایسے تیر جن سے فال نکالتے ہیں۔ آیت زیر مطالعہ۔

خ م ص

خَمَصَ يَخْمَصُ (ن) خَمَصًا: شدید بھوک سے پیٹ کا پچک جانا، کمر سے لگ جانا۔
 مَخْمَصٌ (اسم الظرف): شدید بھوک کے وقت۔ آیت زیر مطالعہ۔

ی ء س

يَيْئَسُ يَيْئَسُ (س) يَأْسًا: ناامید ہونا، مایوس ہونا۔ آیت زیر مطالعہ۔
 يَيْئُسُ (فَعُولٌ کے وزن پر مبالغہ): انتہائی مایوس۔ ﴿وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ كَانَ يَيْئُسًا﴾ (بنی اسرائیل)
 ”اور جب کبھی اس کو لگے برائی تو وہ ہو جاتا ہے انتہائی مایوس۔“
 اِسْتَيْئَسَ (استفعال) اِسْتَيْئَسًا (ثلاثی مجرد کا ہم معنی ہے): مایوسی سمجھنا یعنی مایوس ہونا۔ ﴿فَلَمَّا اِسْتَيْئَسُوا مِنْهُ خَلَصُوا نَجِيًّا﴾ (یوسف: ۸۰) ”پھر جب وہ لوگ ناامید ہوئے اس سے یعنی یوسفؑ سے تو وہ لوگ الگ ہوئے سرگوشی کرتے ہوئے۔“

ترکیب

”حُرِّمْتُ“ ماضی مجہول ہے۔ آگے اس کے نائب الفاعل آئے ہیں۔ ”إِلَّا مَا ذَكَّيْتُمْ“ درمیان میں جملہ معترضہ ہے۔ اس کے بعد ”مَا ذَبَحَ“ اور ”أَنْ تَسْتَقْسِمُوا“ بھی نائب الفاعل ہے۔ ”الْيَوْمَ“ ظرف ”دِينًا“ تمیز اور ”غَيْرَ“ حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہیں۔

ترجمہ:

عَلَيْكُمْ: تم پر	حُرِّمَتْ: حرام کیا گیا
وَالدَّمُ: اور خون کو	الْمَيِّتَةُ: مردار کو
وَمَا: اور اس کو	وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ: اور سور کے گوشت کو
لِغَيْرِ اللَّهِ: غیر اللہ کے لیے	أَهْلًا: پکارا گیا
وَالْمُنْخَنِقَةُ: اور گلا گھٹ کر مرنے والے کو	بِهِ: جس کو
وَالْمُتَرَدِّدَةُ: اور گڑھے میں گرنے والے کو	وَالْمَوْقُودَةُ: اور چوٹ سے مارے ہوئے کو
وَمَا: اور اس کو جس کو	وَالنَّطِيحَةُ: اور سینگ مارے ہوئے کو
السَّبُعُ: درندے نے	أَكَلَ: کھایا
ذَكَّيْتُمْ: اچھی طرح ذبح کیا تم نے	إِلَّا مَا: سوائے اس کے جس کو
ذُبِحَ: ذبح کیا گیا	وَمَا: اور اس کو جس کو
وَأَنْ: اور یہ کہ	عَلَى النُّصَبِ: استھان پر
بِالْأَزْلَامِ: فال نکالنے کے تیروں سے	تَسْتَقْسِمُوا: تم تقسیم کرو
فِسْقٌ: نافرمانی ہے	ذَلِكَ: یہ
يَسِسَ: مایوس ہوئے	الْيَوْمَ: آج کے دن
كَفَرُوا: کفر کیا	الَّذِينَ: وہ لوگ جنہوں نے
فَلَا تَخْشَوْهُمْ: پس تم مت ڈرو ان سے	مِنْ دِينِكُمْ: تمہارے دین سے
الْيَوْمَ: آج کے دن	وَإِخْشَاؤُنِ: اور ڈرو مجھ سے
لَكُمْ: تمہارے لیے	أَكْمَلْتُ: میں نے مکمل کیا
وَأَتَمَّمْتُ: اور میں نے تمام کر دیا	دِينَكُمْ: تمہارے دین کو
نِعْمَتِي: اپنی نعمت کو	عَلَيْكُمْ: تم لوگوں پر
لَكُمْ: تمہارے لیے	وَرَضِيْتُ: اور میں راضی ہوا
دِينًا: بطور دین کے	الْإِسْلَامَ: اسلام سے
اضْطُرَّ: لاچار کیا گیا	فَمِنْ: پھر جو
غَيْرَ مُتَجَانِفٍ: مائل ہونے والا ہوئے بغیر	فِي مَخْمَصَةٍ: سخت بھوک کے وقت میں
فَإِنَّ اللَّهَ: تو یقیناً اللہ	لَاثِمٌ: گناہ کے لیے
رَحِيمٌ: ہر حال میں رحم کرنے والا ہے	غَفُورٌ: بے انتہا بخشنے والا ہے

نوٹ: اسلام سے کافروں کی مایوسی کا مطلب یہ ہے کہ اس دن ان کی یہ توقع ختم ہوگئی کہ وہ اسلام میں کچھ خلط ملط کر سکیں یا اپنے دین کو اسلام میں گڈمڈ کر لیں۔ یہ آیت حجتہ الوداع کے موقع پر میدانِ عرفات میں نازل ہوئی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اکیاسی (۸۱) دن حیات رہے۔ (ابن کثیر) اس آیت کے نزول کے بعد کوئی نیا حکم نازل نہیں ہوا۔ جو چند آیتیں اس کے بعد نازل ہوئیں ان میں یا تو ترغیب و ترہیب کے مضامین تھے یا انہی احکام کی تاکید تھی جن کا بیان پہلے ہو چکا تھا۔ (معارف القرآن)

آیات ۴-۵

يَسْأَلُونَكَ مَاذَا أَحَلَّ لَهُمْ قُلْ أَحَلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ ۚ وَمَا عَلَّمْتُم مِّنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ
تُعَلِّمُونَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللَّهُ ۚ فَكُلُوا مِمَّا أَمْسَكَنَّ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوا اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ ۖ وَانْقُوا
اللَّهُ ۚ إِنَّ اللَّهَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝ أَلْيَوْمَ أَحَلَّ لَكُمْ الطَّيِّبَاتُ ۚ وَطَعَامُ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ
حِلٌّ لَّكُمْ ۖ وَطَعَامُكُمْ حِلٌّ لَّهُمْ ۚ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْمُحْصَنَاتُ مِنَ الَّذِينَ
أُوتُوا الْكِتَابَ مِن قَبْلِكُمْ إِذَا آتَيْتُمُوهُنَّ أُجُورَهُنَّ مُحْصِنِينَ غَيْرَ مُسْفِحِينَ وَلَا مُنْخِذِي
أَخْدَانٍ ۚ وَمَن يَكْفُرْ بِالْإِيمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهُ ۖ وَهُوَ فِي الْآخِرَةِ مِنَ الْخَسِرِينَ ۝

ج ر ح

جَرَاحٌ يَجْرَحُ (ف) جَرَحًا: (۱) کمانا، (۲) زخمی کرنا۔ ﴿وَيَعْلَمُ مَا جَرَحْتُم بِالنَّهَارِ﴾ (الانعام: ۶۰)
”اور وہ جانتا ہے جو تم لوگ کھاتے ہو دن میں۔“

جُرُوحٌ ج جُرُوحٌ (اسم ذات) : زخم۔ ﴿وَالْجُرُوحُ قِصَاصٌ ط﴾ (المائدة: ۴۵) ”اور زخموں میں بدلہ ہے۔“

جَارِحَةٌ ج جَوَارِحُ (اسم الفاعل جَارِحٌ کا مؤنث) : زخمی کرنے والا درندہ۔ آیت زیر مطالعہ۔
اجْتَرَحَ (افتعال) اجْتَرَا حًا: اہتمام سے کمانا۔ ﴿الَّذِينَ اجْتَرَحُوا السَّيِّئَاتِ﴾ (الجاثية: ۲۱) ”جنہوں نے کمائیں برائیاں۔“

ك ل ب

كَلَبٌ يَكْلِبُ (ض) كَلْبًا: کتے کی طرح آواز نکالنا، بھونکنا۔
كَلْبٌ (اسم ذات) : کتا۔ ﴿فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ ۚ﴾ (الاعراف: ۱۷۶) ”پس اس کی مثال کتے کی مثال کی مانند ہے۔“

كَلَّبَ (تفعیل) تَكَلَّبًا: کتوں کو شکار کے لیے سدھانا۔
مُكَلِّبٌ (اسم الفاعل) : سدھانے والا۔

ترکیب

”أَحِلَّ“ کا نائب فاعل ”الطَّيِّبُ“ اور ”وَمَا“ ہیں۔ ”مُكَلِّبِينَ“ حال ہے۔ ”تُعَلِّمُونَهُنَّ“ میں ”هُنَّ“ کی ضمیر ”الْجَوَارِحِ“ کے لیے ہے۔ دونوں جگہ ”طَعَامُ“ اپنے مضاف الیہ کے ساتھ مل کر مبتدأ ہے اور ”حِلَّ“ ان کی خبریں ہیں جبکہ ”لَكُمْ“ اور ”لَهُمْ“ متعلق خبر ہیں۔ ”وَالْمُحْصَنَاتُ“ سے ”أَخْذَانِ“ تک پورا فقرہ ”حِلَّ لَكُمْ“ پر عطف ہے جس میں مخاطب اہل ایمان ہیں اور ”حِلَّ لَهُمْ“ پر نہیں ہے جس میں غائب کی ضمیر اہل کتاب کے لیے ہے کیونکہ ”إِذَا“ شرطیہ کے بعد ”اتَّيْمُونَهُنَّ“ آیا ہے جو جمع مذکر مخاطب کا صیغہ ہے جس کا مطلب ہوگا کہ اے ایمان والو! جب تم ان عورتوں کو ان کے حقوق دے دو تو وہ تمہارے لیے حلال ہیں۔ ”مُحْصَنِينَ“ اور ”مُسْفِحِينَ“ حال ہیں۔ ”مُتَّخِذِي“ دراصل ”مُتَّخِذِينَ“ ہے مضاف ہونے کی وجہ سے اس کا نون گرا ہوا ہے اور یہ بھی حال ہے۔

ترجمہ:

يَسْأَلُونَكَ : وہ پوچھتے ہیں آپ سے	مَا ذَا : وہ کیا ہے جو
أَحِلَّ : حلال کی گئی	لَهُمْ : ان کے لیے
قُلْ : آپ کہہ دیجیے	أَحِلَّ : حلال کیا گیا
لَكُمْ : تمہارے لیے	الطَّيِّبُ : پاکیزہ (چیزوں) کو
وَمَا : اور اس کو جو	عَلَّمْتُمْ : تم نے سکھایا
مِنَ الْجَوَارِحِ : درندوں میں سے	مُكَلِّبِينَ : شکار کے لیے سدھانے والا
تُعَلِّمُونَهُنَّ : تم سکھاتے ہو ان کو	ہوتے ہوئے
عَلَّمَكُمْ : سکھایا تم کو	مِمَّا : اس میں سے جو
فَكُلُوا : تو تم کھاؤ	اللَّهُ : اللہ نے
أَمْسِكُنَّ : انہوں نے تھاما	مِمَّا : اس میں سے جو
وَاذْكُرُوا : اور ذکر کرو	عَلَيْكُمْ : تمہارے لیے
عَلَيْهِ : اس پر	اسْمَ اللَّهِ : اللہ کے نام کا
اللَّهُ : اللہ کا	وَاتَّقُوا : اور تقویٰ کرو
سَرِيعَ الْحِسَابِ : حساب لینے کا تیز ہے	إِنَّ اللَّهَ : یقیناً اللہ
أَحِلَّ : حلال کیا گیا	الْيَوْمَ : آج کے دن
الطَّيِّبُ : پاکیزہ (چیزوں) کو	لَكُمْ : تمہارے لیے
أَوْتُوا : دی گئی	وَطَعَامُ الَّذِينَ : اور ان کا کھانا جن کو
	الْكِتَابِ : کتاب

حِلُّ: حلال ہے
وَطَعَامُكُمْ: اور تمہارا کھانا
لَهُمْ: ان کے لیے
مِنَ الْمُؤْمِنَاتِ: مسلمان عورتوں میں سے
مِنَ الَّذِينَ: ان میں سے جن کو
الْكِتَابَ: کتاب

لَكُمْ: تمہارے لیے
حِلُّ: حلال ہے
وَالْمُحْصَنَاتُ: اور خاندانی عورتیں
وَالْمُحْصَنَاتُ: اور خاندانی عورتیں
أَوْتُوا: دی گئی
مِنْ قَبْلِكُمْ: تم سے پہلے (حلال ہیں
تمہارے لیے)
اتَّيْتُمُوهُنَّ: تم دو ان کو
مُحْصِنِينَ: حفاظت کرنے والا ہوتے ہوئے
وَلَا مُتَّخِذِي أَخْدَانٍ: اور نہ ہی یاری
بنانے والا ہوتے ہوئے
بِالْإِيمَانِ: ایمان کا
عَمَلُهُ: اس کے عمل
فِي الْآخِرَةِ: آخرت میں

إِذَا: جب
أُجُورَهُنَّ: ان کے حقوق
غَيْرَ مُسْلِفِينَ: بدکاری نہ کرنے والا
ہوتے ہوئے
وَمَنْ يَكْفُرْ: اور جو انکار کرتا ہے
فَقَدْ حَبِطَ: تو اکارت ہو چکے ہیں
وَهُوَ: اور وہ ہے
مِنَ الْخَاسِرِينَ: خسارہ پانے والوں میں سے

بقیہ: کتاب نما

مسلمانوں میں بعض لوگ شرکیہ اعمال کرتے ہیں۔ مصنف کا کہنا ہے کہ ان لوگوں کے خلاف شدید رد عمل ظاہر کرتے ہوئے انہیں مشرک کہنا مناسب نہیں۔ وہ مسلمان ہیں، مگر ان کے شرکیہ اعمال گناہ کبیرہ ہیں اور گناہ کبیرہ کا مرتکب کافر نہیں ہو جاتا۔ اہم دینی فیصلے قرآن و سنت کے مطابق اختیار کرنے میں کسی مسلمان کو اعتراض نہیں ہو سکتا۔ بدعات ضرور قابل اعتراض ہیں اور ان کی مذمت خود قرآن و سنت سے ثابت ہے۔ مصنف چونکہ پاکستانی مسلمان ہے اس لیے اس کی نظر زیادہ تر پاکستانی مسلمانوں کے طرز عمل پر ہے۔

صاحب کتاب اس امر پر خصوصی زور دیتے ہیں کہ علماء کا فرض ہے کہ وہ مسلمانوں کے درمیان پیار و محبت، سلوک و اتفاق اور برداشت کے جذبات پروان چڑھائیں اور اپنی تقاریر قرآن و سنت اور تعامل صحابہ تک محدود رکھیں۔ علماء کی ذمہ داری ہے کہ وہ کتاب و سنت کو اپنے بیانات میں اولیت دیں، کسی فرقے کی وکالت نہ کریں۔ اجتہادی مسائل میں لوگوں کو کسی ایک مجتہد کی پیروی پر مجبور نہ کریں۔ جہاں تک اسلامی ممالک کے سربراہان کا تعلق ہے، انہیں چاہیے کہ وہ متحد ہو کر پورے خلوص کے ساتھ امت کو درپیش مسائل اور مشکلات پر غور کریں اور خلافت علی منہاج النبوة کی طرف پیش قدمی کا آغاز کریں۔

عامۃ المسلمین اپنا اپنا مخصوص اسلامی فرقہ چھوڑیں اور کسی دوسرے فرقہ میں شامل نہ ہوں، بلکہ صرف مسلمان کی حیثیت سے زندہ رہنے کو پسند کریں اور عقیدہ اور عمل میں خیر القرون کو مثال بنائیں۔ المختصر یہ اپنے موضوع پر ایک جامع اور مفید کتاب ہے جس کی ایک ایک سطر سے مصنف کا درد دل جھلکتا محسوس ہوتا ہے۔ (تبصرہ نگار: پروفیسر محمد یونس جنجوعہ)